

یکم ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ / 06 ستمبر 2024ء

نظریاتی اور زمینی

سرحدوں کی حفاظت...

اَہمّ ایمانی تقاضا

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۔ [اٰلِ عمران 200:3]

ہر ملک اور ریاست کا ایک زمینی / جغرافیائی کنارہ ہوتا ہے جہاں وہ ملک اور ریاست اختتام پذیر ہوتی ہے، اِس کنارے کو "زمینی سرحد" یا "جغرافیائی سرحد" (بارڈر / Border) کہا جاتا ہے۔ دُنیا کے نقشے میں ممالک کی سرحدوں (Borders) کو مختلف رنگوں کے ذریعے نمایاں کیا جاتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اگر کسی ملک کی بنیاد خاص نظریہ پر قائم ہو، اُس ملک کو بنانے کا مقصد کسی خاص نظریہ کی تکمیل ہو تو وہ نظریہ اُس ملک کی "نظریاتی سرحد" قرار پاتا ہے۔

زمینی اعتبار سے پاکستان کے آخری کنارے چار ممالک سے ملتے ہیں: چین، ایران، افغانستان اور بھارت... یہ پاکستان کی "جغرافیائی سرحدیں" ہوئیں جو پاکستان کے نقشے میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ پوری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کلمۂ طیّبہ کے نام پر قائم ہوا تھا، اِسے بنانے والوں کا نعرہ تھا "پاکستان کا مطلب کیا؟... لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه"، چنانچہ "اسلام" پاکستان کی "نظریاتی سرحد" ہے۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ ریاستِ مدینہ منوّرہ کے بعد پاکستان ہی وہ خوش نصیب ریاست ہے جسے حاصل کرنے کا مقصد صرف اور صرف "اسلام" تھا؛ کہ اِس خطے کے لوگوں کو ایسا ملک مل جائے جہاں وہ آزادی کے ساتھ اسلامی نظام کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

ماہِ ستمبر کے ابتدائی ایّام پاکستانیوں کو اپنے وطن کی نظریاتی اور زمینی سرحدوں کی حفاظت کو مزید مضبوط بنانے کا پیغام دیتے ہیں:

- 06 ستمبر "یومِ دفاعِ پاکستان" ہے، 1965ء میں اِسی تاریخ کو بھارت نے پاکستان پر قبضے کے ارادے سے رات کی تاریکی میں حملہ کیا تھا، مگر جذبۂ جہاد سے سرشار پاکستانی افواج نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور عوام کے تعاون سے دشمن کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اُس کا منصوبہ خاک میں ملا کر قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔
- 07 ستمبر "یومِ تحفظِ ختمِ نبوت" ہے، 1974ء میں اِسی تاریخ کو پاکستانی قومی اسمبلی نے تمام اراکین کے اتفاقِ رائے سے یہ بات آئین میں شامل کی تھی کہ نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دجّال مرزا قادیانی کے تمام پیروکار کافر ہیں اور اُن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

آج ملک بھر میں یومِ دفاعِ پاکستان قومی جذبہ کے ساتھ منایا جارہا ہے، یہ موقع دشمنانِ پاکستان کے لیے پیغام ہے کہ وہ اِس وطن کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کریں؛ ہماری جرأت مند افواج آج بھی وطن کی زمینی سرحدوں کی حفاظت کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں۔

کل "یومِ تحفظِ ختمِ نبوّت" کو ایمانی جذبات کے ساتھ قانونِ ختمِ نبوّت کی گولڈن جوبلی کے طور پر منایا جائے گا اور دشمنانِ دین کو پیغام دیا جائے گا کہ غلامانِ مصطفیٰ وطن کی نظریاتی سرحدوں پر پہرا دینے کے لیے آج بھی مستعد ہیں اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں نظریاتی اور زمینی سرحدوں کی حفاظت سے متعلق کچھ گفتگو کی جائے گی۔

سرحدوں کی حفاظت... ایمانی تقاضا

ہر ملک کی فوج اپنے وطن کی زمینی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اور اِسے اپنا قومی فریضہ وپیشہ ورانہ ذمہ داری سمجھتی ہے، مگر مسلمان افواج کا یہ طُرّۂ امتیاز ہے کہ وہ اسلامی ملک کی سرحدوں کی پاسبانی محض قومی فریضہ یا پیشہ ورانہ ذمہ داری سمجھ کر نہیں کرتیں، بلکہ ایمانی تقاضا سمجھ کر کرتی ہیں؛ کیونکہ سرحدوں کی نگہبانی کا حکم ربِّ کریم نے دیا ہے اور جانِ عالَم ﷺ نے اِس کی فضیلت میں ایسی خوش خبریاں عطا فرمائی ہیں کہ اُنھیں سن کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور دل مچل کر آرزو کرتا ہے کہ کاش مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو! اور مَیں بھی مسلمانوں کا پہرا دیتے ہوئے جان دے کر جنت میں شہیدوں کا پڑوسی بن جاؤں!

فتحِ مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ہَوازِن نامی قبیلہ سے جہاد کے لیے حُنَین کی طرف تشریف لے گئے، دن بھر سفر جاری رہا، رات کو ایک جگہ قیام فرمایا تو کسی سوار نے آکر رپورٹ دی کہ مخالفین بہت بڑی تعداد میں اپنے تمام تر اموال کے ساتھ لڑائی کے لیے جمع ہو گئے ہیں۔ سیدنا سہل بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول نبیِ کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر تبسّم کا نور چمک اُٹھا اور آپ ﷺ نے اگلے دن کی صورتِ حال پہلے سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ۔» یعنی "اِن شاء اللہ تعالیٰ کل یہ سب کچھ بطورِ مالِ غنیمت مسلمانوں کو مل جائے گا۔" پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟» "آج رات ہماری پہرا داری کون کرے گا؟" سیدنا انَس غَنَوِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! مَیں یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اُنھیں چوکس رہنے کی تاکید فرماتے ہوئے گھاٹی کی بلندی پر چڑھ کر پہرا داری کا حکم فرمایا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ شدّت سے سیدنا انَس غَنَوِی رضی اللہ عنہ کا انتظار فرمانے لگے، حتّٰی کہ نماز باجماعت ادا فرمانے کے بعد آپ نے خود ہی اُن کے آنے کی خوش خبری دی۔ جب وہ پہنچے تو اُنھوں نے سلام کہا اور تمام تر صورتِ حال عرض کر دی۔ نبیِ کریم ﷺ نے پوچھا: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» "کیا تم گزشتہ رات کو (اپنے گھوڑے سے) نیچے اُترے تھے؟" اُنھوں نے عرض کی: حضور! صرف نماز اور قضائے حاجت کے لیے اُترا تھا (باقی تمام رات آپ کے حکم کی تعمیل میں پہرا داری کرتے ہوئے گھوڑے پر گزاری ہے)۔ جانِ عالَم ﷺ نے اُنھیں داد و تحسین اور خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا: «قَدْ أَوْجَبْتَ، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا۔»[1] یعنی "تمہارے لیے جنت لازم ہو گئی، اِس عمل کے بعد اگر تم نفلی عبادات نہ بھی کرو تو کوئی حرج نہیں۔" (سننِ ابوداؤد، حدیث: 2501)

ایک رات پہرا دینے پر سیدنا انَس رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت ملی تو اُن کے مقام کا کیا کہنا جو صبح شام سرحدوں کی نگہبانی کر رہے ہیں!

---

[1] فَلَا عَلَيْكَ) أَيْ: لَيْسَ عَلَيْكَ حَرَجٌ (فِيْ أَنْ لَّا تَعْمَلَ) أَيْ: مِنَ النَّوَافِلِ وَالْفَضَائِلِ (بَعْدَهَا) أَيْ: بَعْدَ هٰذِهِ الْخَصْلَةِ الَّتِيْ فَعَلْتَهَا؛ فَإِنَّهُ قَدْ حَصَلَ لَكَ فَضِيْلَةٌ كَافِيَةٌ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 5932)

زمینی سرحدوں کے ساتھ ساتھ "نظریاتی سرحدوں" کی پاسبانی بھی اہم ایمانی تقاضا ہے، بلکہ یہ جغرافیائی سرحدوں کی پہرا داری سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہے؛ کیونکہ جب نظریاتی ملک کا قیام "نظریہ" کی بنیاد پر ہے تو اُس کی بقا تبھی ممکن ہے جب نظریہ باقی رہے۔

نظریہ پر پہرا دینے کی اعلیٰ مثال خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائم فرمائی۔ آپ نے خلافت سنبھالتے ہی مشکل ترین حالات میں منکرینِ ختمِ نبوّت کا بھی خاتمہ کیا اور زکوٰۃ کی فرضیت تسلیم نہ کرنے والوں سے بھی جہاد فرمایا، یہ لوگ ریاست کے باغی نہیں تھے، بلکہ نظریۂ ریاست کے باغی تھے۔ آپ کے اِس فیصلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیامت تک کے لیے اسلامی نظریات بھی محفوظ ہوگئے اور اِن دشمنانِ اسلام کے خاتمہ سے مستقبل میں ریاستِ مدینہ کی زمینی سرحدیں بھی اتنی وسیع ہوئیں کہ دُنیا کی دو بڑی طاقتیں: "ایران" اور "روم" مسلمانوں کے سامنے ڈھیر ہو گئیں۔

متعدد آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیّبہ کے ساتھ ساتھ یارِ غار و مزار رضی اللہ عنہ کا یہ عمل بھی تربیت کرتا ہے کہ جہاں ریاستِ اسلامیہ کی زمینی سرحدوں کی نگہبانی کرنا مسلم حکمرانوں اور سپہ سالاروں کا مذہبی و منصبی فریضہ ہے وہاں نظریاتی سرحدوں پر پہرا دینا بھی اُن کی اہم ایمانی و قومی ذمہ داری ہے۔

اللہ کرے کہ ہمارے حکمران اور سپہ سالار اپنی اِن دونوں ذمہ داریوں کا ادراک بھی کریں اور اِنھیں پورا بھی کریں!

یومِ دفاعِ پاکستان... جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی یادگار

چھ ستمبر کی تاریخ خصوصًا اہلِ پاکستان کے لیے ناقابلِ فراموش ہے؛ کیونکہ 1965ء میں اِسی تاریخ کو وہ جنگ ہوئی جس کا تذکرہ ایمان افروز بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ پاکستان کے دشمن ہمسایہ ملک بھارت نے وطنِ عزیز پر حملہ کیا اور صورتِ حال یہ تھی کہ:

- کوئی پیشگی اطلاع نہیں دی گئی، بلکہ رات کی تاریکی میں اچانک حملہ کیا گیا۔
- حملہ آور فوج کی تعداد پاکستانی فوج کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی۔
- چڑھائی کرنے والوں کے پاس اسلحہ اور دفاعی قوّت بھی اِس قدر تھی کہ اُنھیں اپنی پسپائی کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔
- دھاوا اتنا سخت تھا کہ لاہور پر بیک وقت تین اطراف سے حملہ کیا گیا۔ نیز لاہور سے توجّہ ہٹانے کے لیے سیالکوٹ پر بھی 600 ٹینکوں کے ذریعے حملہ کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی تھی۔

سنگین حالات کے باوجود پاک آرمی، فضائیہ اور بحریہ نے اپنے اپنے دائرۂ کار میں بہادری و جاں نثاری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں اور نہ صرف حملے کو تمام محاذوں پر پسپا کیا، بلکہ بڑی تعداد میں دشمن کے طیارے بھی تباہ کیے، ٹینکوں کو بھی اُڑایا اور اپنے قبضے میں لیا، بھاری جانی نقصان بھی پہنچایا اور دُنیا بھر کے سامنے ذلیل و رُسوا بھی کیا۔

کوئی بھی حقیقت پسند تاریخ دان اِس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ اِس جنگ میں کامیابی کا اصل سبب اسلحہ و طاقت نہیں، بلکہ فوج اور قوم کا "ایمانی جذبہ" تھا۔ اِس ایمانی جذبہ کی برکت سے ایسی غیبی مدد نصیب ہوئی کہ فقط ہمارے ہی نہیں، بلکہ بھارتی فوجی بھی محسوس کر رہے تھے کہ پاکستانی فوج کو ایسی خفیہ طاقت کی مدد حاصل ہے جو ہمیں نظر نہیں آ رہی... اور وہ طاقت ربِّ کریم کی تائید و نُصرت تھی۔[1]

ایمانی جذبات کا اندازہ لگانے کے لیے چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

- جنگ چھڑنے کے بعد فیلڈ مارشل ایوب خان نے اپنی تقریر میں کہا تھا: "پاکستانیو! اُٹھو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہ کا وِرد کرتے ہوئے آگے بڑھو اور دشمن کو بتا دو کہ اُس نے کس قوم کو للکارا ہے!" اِن الفاظ نے قوم میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔
- بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی زبانوں پر یہ ترانہ تھا: "اے مردِ مجاہد جاگ ذرا... اب وقتِ شہادت ہے آیا"۔
- ایمانی جذبات کی اِس سے زیادہ حسین مثال کیا ہو گی کہ ٹینکوں کی پیش قدمی روکنے کے لیے اور کوئی ذریعہ کارگر محسوس نہ ہوا تو جوان اپنے جسموں پر بم باندھ کر ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے تھے اور دشمن کا راستہ روکا تھا۔
- یہ مذہبی جذبات ہی تو تھے کہ مائیں اور بہنیں، جو محاذ پر نہیں جا سکتی تھیں، وہ گھروں میں مصلّوں پر بیٹھ کر مجاہدین کی کامیابی و استقامت کے لیے دُعائیں کر رہی تھیں۔
- ایک زخمی فوجی کو اسٹریچر پر علاج کے لیے لایا گیا تو وہ بار بار حسرت بھرے لہجے میں یہ کہہ رہا تھا: افسوس مَیں اپنی ماں سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر سکا! مَیں نے اپنی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ مَیں سینے پر گولی کھا کر شہادت پاؤں گا۔ جب فوجی ڈاکٹر نے اُس کا آپریشن کیا تو پتا چلا کہ اُس کے پیٹ کے نچلے حصہ پر گولی لگی جو جسم کو چیرتی ہوئی سینے تک پہنچ گئی تھی اور اُس جوان نے اپنی آرزو کے مطابق اِسی سینے تک پہنچنے والی گولی سے شہادت پائی تھی۔ یہ جذبہ کسی کافر میں ممکن ہی نہیں۔
- پاک فوج کے جوانوں کا جذبۂ جہاد ایسا مثالی تھا کہ ایک فوجی کی دونوں ٹانگیں شیل لگنے کی وجہ سے کٹ چکی تھیں، بوٹ اُس کے ساتھ لٹک رہے تھے، جسم سے تیزی کے ساتھ خون بہہ رہا تھا اور نڈھال ہونے کے باوجود اُس کی زبان پر یہی الفاظ تھے: اے اللہ! میرے پاکستان کی حفاظت کرنا!
- وارڈ میں داخل بیمار فوجیوں کو خبر ملی کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے تو وہ اپنے بستروں سے اُٹھے، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور آرڈر کا انتظار کیے بغیر سامان اُٹھا کر اپنی اپنی یونٹ کی طرف چل پڑے، ان کی زبانوں پر بار بار یہ الفاظ جاری ہوتے تھے: یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے، ہم نے جانا ہے، ہم نے کشمیر کا بدلہ لینا ہے۔[2]

اگر ہم نے اپنے اندر یہ جذبات بیدار کیے تو یومِ دفاعِ پاکستان منانے کا حق ادا کر دیا، ورنہ سب کچھ رسمی اور خانہ پُری ہے۔

---

[1] اِس حوالے سے شیخ الحدیث مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی کتاب "پیر پیغمبر، چھ ستمبر" کا مطالعہ مفید ہے۔ https://archive.org/details/PeerPaighambar6September/page/n3/mode/2up

[2] دیکھیے: "چھ ستمبر، نہ بھولنے والی کہانی... بریگیڈیئر (ر) نصرت جہاں سلیم کی زبانی"، مشمولہ در مجلہ "ہلال" [افواجِ پاکستان کا مجلہ]، https://www.hilal.gov.pk/view-article.php?i=3026

یومِ تحفّظِ ختمِ نبوّت... نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی یادگار

سات ستمبر کا دن بھی ہماری تاریخ کا اہم حصہ ہے؛ 1974ء کو اِسی روز ہزاروں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی قربانیاں رنگ لائیں اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دے کر ملک کی "نظریاتی سرحد" کو مضبوط بنایا۔ تحفظِ ختمِ نبوّت کی خاطر خدمات انجام دینے والوں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ہر سال 07 ستمبر "یومِ تحفّظِ ختمِ نبوّت" کے طور پر منایا جاتا ہے اور اِس سال یہ دن قانونِ ختمِ نبوّت کے پچاس سال (1974۔2024ء) پورے ہونے پر گولڈن جوبلی کے طور پر منایا جارہا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد سے ہی غلامانِ مصطفیٰ ﷺ مختلف حکومتوں کو قادیانیوں کے بارے میں اپنے تحفّظات سے آگاہ کرتے رہے، اِس سلسلے میں 1953ء کو ایک بہت بڑی تحریک بھی چلی، جسے وقتی طور پر مارشل لاء کے ذریعے دبا دیا گیا۔ 1974ء میں دوبارہ اِس تحریک کو عروج اُس وقت ملا جب قادیانی غنڈوں نے ختمِ نبوّت کے حق میں نعرے بازی کی وجہ سے 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر بدترین تشدد کیا۔ واقعہ کے بعد ملک بھر میں تشویش پھیل گئی، تمام مکاتبِ فکر نے مشترکہ طور پر "مرکزی مجلسِ عمل تحفّظِ ختمِ نبوّت" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی، جس کے جنرل سیکرٹری مفتیٔ اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد قادری (قائدِ تحریکِ ختمِ نبوّت 1953ء) کے شہزادے علامہ سید محمود احمد رضوی علیہما الرحمہ منتخب ہوئے۔ نائب صدر علامہ عبد الستار خان نیازی علیہ الرحمہ تھے۔ مجلسِ عمل کے تین اُصولی مطالبات تھے:

1) قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔
2) ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور ریاستِ پاکستان کے اندر قادیانی ریاست کو ختم کیا جائے۔
3) اہم قومی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

حکومت نے پہلے پہل اِس تحریک کو طاقت سے دبانے کی کوشش کی، مگر جب حالات بے قابو ہوتے نظر آئے تو اُس وقت کے وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کیا کہ 30 جون کو یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا، اسمبلی کے فیصلے پر سب عمل کریں گے۔ چنانچہ مقررہ تاریخ پر جمعیت علمائے پاکستان کے صدر و پارلیمانی لیڈر علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے 37 اراکین کی تائید سے اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی کہ مرزا قادیانی کے تمام پیروکاروں کو کافر قرار دیا جائے۔

قومی اسمبلی نے 03 جولائی کو 12 ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی، جسے سول عدالت، درجہ اول کے اختیارات دیے گئے۔ اِس کمیٹی نے معاملے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا تھا۔ اُس وقت کے قادیانیوں کے گُرو مرزا ناصر کو بھی کمیٹی کے سامنے آکر اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔ پارلیمنٹ کے ممبر سُنّی علمائے کرام: علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، علامہ محمد عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور دیگر علما اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کو سوالات تیار کر کے دیتے، وہ مرزا ناصر سے پوچھتا، جواب میں

لاجواب ہو کر ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں مرزا پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور کئی گلاس پانی پیتا۔ اُس نے کمیٹی کے سامنے تسلیم کیا کہ ہمارے عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی نبی ہے اور ہم اُن تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ یوں کمیٹی کے اراکین کو بھی اِس بات کا احساس ہو گیا کہ علامہ نورانی درست فرماتے ہیں اور قادیانی واقعی اسلام کے اور ملکِ پاکستان کے دشمن ہیں۔

کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتّب کیں، دوسری طرف علامہ نورانی اور دیگر قائدین نے وزیرِ اعظم بھٹو کو قائل کیا کہ اب ملک میں امن کا ایک ہی راستہ ہے کہ قادیانی دجّالوں کی آئینی حیثیت بھی وہی مقرر کی جائے جو قرآن و حدیث میں ہے اور جو یمامہ میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمائی تھی، بالآخر وزیرِ اعظم کو مسئلہ کی نزاکت کا اِحساس ہو گیا اور وہ آئین میں ترمیم پر رضامند ہوئے۔

چنانچہ 07 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا اور اسپیکر نے رائے شماری کے بعد اعلان کیا کہ قرارداد کے حق میں 130 ووٹ ڈالے گئے ہیں، جب کہ مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں آیا؛ لہٰذا دُستورِ پاکستان میں ترمیم منظور کی جاتی ہے اور آئینِ پاکستان کے مطابق قادیانی کافر ہیں۔ چند گھنٹوں بعد ایوانِ بالا (سینٹ) نے بھی اِس ترمیم کی منظوری دے دی۔ (قومی اسمبلی میں قادیانی پر آخری ضرب)

یہ آئینی ترمیم راتوں رات نہیں ہوئی، بلکہ اِس کے لیے بے شمار قربانیاں دی گئیں۔ چند ایمان افروز باتیں پیشِ خدمت ہیں:

⟸ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے 30 جولائی کو جو قرارداد پیش کی تھی، اُس میں مرزا قادیانی کا نام لے کر اُس کے تمام ماننے والوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا، چاہے وہ مرزا کو نبی مانتے ہوں یا مذہبی راہ نما۔ علامہ نورانی کے ایک جاننے والے نے اُنھیں اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی، آپ وہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں۔ صاحبِ خانہ نے بتایا کہ یہ قرارداد کے حوالے سے آپ کے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ قرارداد سے مرزا اور قادیانیوں کا نام نکال دیں، بس "منکرینِ ختمِ نبوّت" کا لفظ لکھ دیں... ساتھ میں ایک بریف کیس کی طرف اِشارہ کیا کہ اِس میں (کم و بیش) ایک کروڑ روپیہ ہے اور یہ آپ کے لیے ہے۔ علامہ نورانی علیہ الرحمہ کا جواب سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے، فرمایا: مجھے دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بھاری قیمت اور اِس قدر بڑا اِنعام مل چکا ہے جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا (اُس کے مقابلے میں تمہارے ایک کروڑ کی کوئی حیثیت نہیں)۔ مزید فرمایا: تم نے یہ سوچا کیسے کہ تم نورانی کو خرید سکتے ہو؟ پھر ڈانٹتے ہوئے فرمایا: اگر تم میرے مکان میں ہوتے تو مَیں دوسرے طریقے سے نکالتا، لیکن اِس وقت مَیں کسی اور کے گھر میں ہوں، بہر حال میری آنکھوں سے فوراً دُور ہو جاؤ اور آئندہ نورانی کو خریدنے کی سوچ بھی ذہن میں نہ لانا۔[1]

⟸ قرارداد پیش ہونے کے بعد وزیرِ اعظم بھٹو اور اسپیکر فاروق خان نے علامہ نورانی سے کہا: کسی کو کافر قرار دینا مفتیوں کا منصب ہے، یہ دینی مدرسہ کا کام ہے، اِسے قومی اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یوں تو قومی اسمبلی مجلسِ مناظرہ بن جائے گی! آپ نے فرمایا:

---

[1] علامہ نورانی علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ خود بیان فرمایا تھا، تقریر سوشل میڈیا پر موجود ہے۔ https://www.youtube.com/watch?v=aMVy4lRcXog

آپ ملک کے منتخب وزیرِ اعظم ہیں، اگر کوئی شخص آپ کے مقابلے میں کہے کہ مَیں وزیرِ اعظم ہوں تو اُسے پاگل کہا جائے گا، اگر وہ لوگوں کو ساتھ ملا کر جتّھا تیار کر لے تو اُس کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنے گا، ایسا نہ کیا گیا تو ملک میں انتشار ہو گا۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ نے تاجِ ختمِ نبوّت ہمارے آقا کریم ﷺ کے سر پر سجایا ہے، اگر کوئی بدنصیب آپ کے بعد نبوّت کا دعوٰی کرے تو وہ بھی باغی ہے اور اسلامی حکومت اُس کے لیے وہی فیصلہ کرے گی جو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے یمامہ میں کیا تھا۔ (تحریکِ ختمِ نبوّت:516،517)

⟸ قادیانیوں کا گُرو مرزا ناصر اپنے دفاع کے لیے 180 صفحات پر مشتمل مَحْضَر نامَہ (مصدّقہ دستاویز) اسمبلی میں لایا، اسمبلی کی عمارت چاروں طرف سے بند اور ائیر کنڈیشنڈ ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی رکنِ اسمبلی کی گفتگو کے دوران اُوپر سے کوئی چیز آ گری ہو، لیکن جب مرزا ناصر نے اپنی گفتگو شروع کی تو اُوپر سے کسی پرندے کا غلاظت سے لتھڑا ہوا پَر اُس کی دستاویز پر آ گرا، جس سے وہ محضر نامہ گندگی سے بھر گیا۔ اُس نے پریشان ہو کر کہا: I am disturbed اور اراکینِ اسمبلی اُس کا تماشا دیکھنے لگے۔ یہ خاتم النبیین ﷺ کا معجزہ تھا جس کے ذریعے اراکین پر واضح کیا گیا کہ یہ جو کچھ لکھ کر لایا ہے، سب غلاظت پر مبنی ہے۔

(قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب، پروفیسر سید شاہ فرید الحق۔ تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت، محمد احمد ترازی، ص:529، افق پبلی کیشنز)

⟸ آئینی ترمیم کے بعد علامہ نورانی علیہ الرحمہ جب کراچی واپس پہنچے تو آپ کی والدہ مکمل پردے میں استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن تشریف لائیں۔ آپ نے اپنی عادت کے مطابق والدہ کے پاؤں چومے تو اُنھوں نے فرمایا: بیٹا! مَیں نے تمھیں اِسی مقصد کے لیے پالا تھا، تم نے نبیِ کریم ﷺ کے دشمنوں کو قانونی طور پر کافر قرار دلوا کر اپنے والد کا مشن پورا کیا ہے، آج مَیں تم سے بہت خوش ہوں۔ (وہ یہ بھی فرماتی تھیں) مجھے یقین ہے کہ تمہارے عظیم والد شاہ عبد العلیم صدیقی جنت البقیع میں تمہاری کامیابی پر نازاں ہوں گے۔

(تحریکِ تحفّظ ختمِ نبوّت... سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے علامہ شاہ احمد نورانی تک، ص:576،577)

⟸ 1953ء کی طرح 1974ء کی تحریکِ ختمِ نبوّت کے دوران بھی غلامانِ مصطفٰی ﷺ نے عظیم قربانیاں دیں... ختمِ نبوّت کے حوالے سے تقریریں کرنے پر سینکڑوں علماء و مشائخ کو گرفتار کر کے جیلوں میں اذیتیں دی گئیں... ملک بھر میں دفعہ 144 نافذ کر دی گئی؛ تاکہ عوامی جلسے جلوس نہ ہو سکیں... لاؤڈ اسپیکر پر پابندی لگائی گئی... اخبارات کو لفظِ "ختمِ نبوّت" لکھنے اور چھاپنے سے روک دیا گیا... اقلیت قرار دینے کا اُصولی مطالبہ کرنے والے پُرامن شہریوں پر لاٹھی چارج، آنسو گیس، بلکہ گولیاں تک چلائی گئیں... تین ماہ (جون تا اگست) یہ سلسلہ جاری رہا، مگر غلامانِ خاتم النبیّین ﷺ اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹے... اسمبلی میں علامہ نورانی اور اسمبلی سے باہر عوام مسلسل کوشش کرتے رہے... بالآخر قربانیاں رنگ لائیں اور حکومت آئینی ترمیم پر تیار ہو گئی۔ (قادیانیت پر آخری ضرب)

⟸ قومی اسمبلی کے اِس فیصلے کے بعد مختلف مقامات سے تعلّق رکھنے والے 50,000 قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ علامہ نورانی فرمایا کرتے تھے: اگر اِس کی مزید مؤثر طریقے سے تشہیر کی جاتی (اور کمیٹی کے سامنے مرزا ناصر نے جو باتیں کی تھیں اُنھیں عام کیا جاتا) تو باقی ماندہ قادیانی بھی اسلام قبول کر لیتے۔ (روزنامہ نوائے وقت، 20 دسمبر 1974ء۔ تحریکِ ختمِ نبوّت، ص:573)

حرفِ آخر... یومِ دفاعِ پاکستان و یومِ تحفّظِ ختمِ نبوّت اور ہماری ذمہ داریاں

"زمینی سرحدیں" تو ہر ملک کی ہوتی ہیں؛ کیونکہ ہر ملک کا ایک آخری کنارہ (بارڈر/Border) ہوتا ہے... پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اِس کی "نظریاتی سرحد" بھی ہے؛ کیونکہ یہ وطن کلمۂ طیّبہ کے نام پر حاصل کیا گیا اور اِسے بنانے والوں کا یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں کو اسلامی نظام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ایک آزاد ریاست مل جائے۔

مسلم افواج سرحدوں کی نگہبانی فقط منصبی فریضہ اور پیشہ ورانہ ذمہ داری سمجھ کر نہیں، بلکہ ایمانی تقاضا سمجھ کر کرتی ہیں۔

ربِّ کریم نے سرحدوں کی پاسبانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور (اسلامی) سرحدوں کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" [اٰلِ عمران 200:3]

نبیِ کریم ﷺ اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے اُسوۂ مبارکہ سے اِس آیت کی عملی تفسیر ہوتی ہے کہ "حفاظت کرنے" کے حکم میں "زمینی سرحدیں" بھی شامل ہیں اور "نظریاتی سرحدیں" بھی۔ جغرافیائی سرحدوں کی نگہبانی ضروری ہے اور نظریاتی سرحدوں کی پاسبانی بے حد ضروری ہے؛ کیونکہ نظریاتی ملک کی بقا تبھی ہو گی جب نظریہ باقی رہے گا۔

"یومِ دفاعِ پاکستان" ہمیں زمینی سرحدوں کی حفاظت پختہ تر بنانے کا پیغام دیتا ہے۔ 1965ء میں اِسی تاریخ کو پاکستانی افواج نے اچانک دھاوا بولنے والی طاقت وَر بھارتی فوج کو ناکوں چنے چبوائے تھے اور اسلامی ریاست کی حفاظت کے لیے کٹ مرنے کی نئی داستان رقم کی تھی۔ اِس دن کی مناسبت سے:

⇐ ہمیں جذبۂ جہاد کو بیدار کرنا چاہیے؛ کیونکہ دُنیا جانتی اور مانتی ہے کہ جنگِ ستمبر میں پاکستان کی کامیابی اسلحہ اور افرادی قوّت کی بنیاد پر نہیں تھی، بلکہ ایمانی جذبات کی برکت سے تھی۔

⇐ ایمانی جذبات سے دلوں کو آباد کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ قومی تقریبات کے نام پر مَرد و خواتین کے مخلوط اجتماعات ہوں یا میوزک کے ذریعے خواہشِ نفس کی تسکین کی جائے، بلکہ ایمانی جذبات کو پروان چڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ شریعت پر عمل کی حوصلہ افزائی کی جائے، نیز نئی نسل کو نبیِ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے جہاد کے واقعات سے آگاہ کیا جائے۔

⇐ اِس جنگ میں کئی ایسے واقعات رُونما ہوئے تھے جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ربِّ کریم کی طرف سے پاک فوج کو غیبی مدد حاصل تھی۔ قرآنِ حکیم کے مطابق جو دین کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اُس کی مدد فرماتا ہے اور اُسے ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔ [محمد 7:47]

چنانچہ ہمیں وطنِ عزیز میں عملی طور پر اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہیے؛ تاکہ نُصرتِ الٰہی سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

07 ستمبر "یومِ تحفّظِ ختمِ نبوّت" ہمیں نظریاتی سرحدوں پر پہرا دینے کی ترغیب دلاتا ہے۔ 1974ء میں اِسی تاریخ کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے دستورِ پاکستان میں ترمیم کرتے ہوئے یہ قرار دیا تھا کہ آئینی طور پر قادیانی کافر ہیں اور اُن کا اسلام سے کوئی تعلّق نہیں۔ اِس دن کی مناسبت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ:

⇐ اپنی بساط کے مطابق عقیدۂ ختمِ نبوّت کو مزید عام کریں کہ دُنیا میں انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰاتُ والتَّسۡلِیۡمَات کی آمد کا سلسلہ، جو سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلَوٰاتُ والتَّسۡلِیۡمَات سے شروع ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم ﷺ کو سب سے آخر میں مبعوث فرما کر وہ سلسلہ آپ پر ختم فرما دیا۔ آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آیا ہے اور نہ ہی قیامت تک آسکتا ہے... نہ نئی شریعت والا آسکتا ہے، نہ آپ کی شریعت کا تابع بن کر۔

⇐ دُنیا کو باور کروائیں کہ قادیانی بدترین کافر ہیں؛ کیونکہ وہ اسلام کا نام لے کر کفر پھیلاتے ہیں اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں سے دشمنی کرتے ہیں۔ یہ سخت دھوکا ہے، اِسی وجہ سے قانونی طور پر اُنھیں اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال کرنے کی اِجازت نہیں۔

⇐ تجدیدِ عہد کریں کہ تحفّظِ عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لیے ہر وقت تیار رہیں گے اور ضرورت پڑنے پر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

⇐ قادیانیوں کا مکمل معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ کریں، نہ اُن سے میل جول رکھیں اور نہ ہی اُن کی مصنوعات استعمال کریں۔

⇐ سیاسی پارٹیوں سے وابستگی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر تحفّظِ ختمِ نبوت کے لیے کام کرنے والی سُنّی تنظیمات سے تعاوُن کریں، اِس کارِ خیر کے لیے اپنا اثر و رُسوخ بھی استعمال کریں، نیز اپنا وقت اور مال بھی پیش کریں۔

سرحدوں کی حفاظت کی بات ہو تو حمّاس کے مجاہدین اور غزہ کی بہادر عوام کو خراجِ تحسین پیش نہ کرنا ناانصافی ہو گی۔ وہ جاں باز بیت المقدس اور سرزمینِ مقدّس کے تحفّظ کے لیے 40,000 سے زائد جانیں دے چکے ہیں، مگر اُنھوں نے اسرائیلی درندوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ یہ استقامت اور ایمانی جذبہ اِن شاء اللہ تعالیٰ اسلام کی سربلندی اور اسرائیل کی تباہی کا ذریعہ بنے گا۔

شرعی مسئلہ: کیک (Cake) پر نبیِ کریم ﷺ کا نامِ مبارک، کعبۂ معظّمہ یا گنبدِ خضریٰ شریف کا نقشہ بنا کر اس پر چھری چلانا اور اُسے کاٹنا ادب کے خلاف ہے، اُس طرح لوگ کہیں گے: کیک کاٹنے والے نے گنبدِ خضریٰ یا کعبۂ معظمہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا، ان کو کھالیا، معاذ اللہ۔ شرعی حکم یہ ہے کہ جس طرح برے کام سے بچنا ضروری ہے، یوہیں برے نام و بُری نسبت سے بھی بچنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کی زمینی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے جانیں دینے والوں اور خدمات پیش کرنے والوں کے درجے بلند فرمائے اور اُنھیں اُن کی خدمات کا بہترین انعام عطا فرمائے۔ ربِّ کریم پاکستان کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھے، نظریۂ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور اِسے تمام بحرانوں سے نجات عطا کرتے ہوئے حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے۔

خالقِ کائنات اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!